بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی پیدائش کے چند اسباب ہیں لیکن میں جس مرکز پر پہنچنا چاہتا ہوں
اس کے اعتبار سے عرض کرونگا کہ بعثت انسان درد دل کے لئے ہے۔ درد دل ایک ایسی
شئے ہے کہ ابنائے جنس کو نفع بخشتا ہے اور خود ایک برگزیدہ شے بناتا ہے درد دل حقیقت
انسان کی فطرت میں ہے اور وہ ایک جسمی و نفسی کیفیت ہے۔ ایک ہی سے تأثر
نفسی ہی پر انحصار نہیں ہے بلکہ دوسرا بھی اس سے متاثر ہوجاتا ہے اور بعینہ پہلے شخص
کی کیفیت دوسرے پر بھی طاری ہوجاتی ہے یعنی ایک شخص مغموم ہے تو دوسرا شخص
اپنی صورت ہی غمگین نہیں بنالیتا بلکہ باطنی حالات کا بس بھی ہوتا ہے اور وہ دوسرا
شخص پہلے شخص کے کام اور ضرورت میں دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے مدد دینے کیلئے
تیار ہوجاتا ہے۔ ہر ایک کے خیال و فکر سے واقفیت کا ذریعہ زبان اور آثار ظاہری ہیں
دوسرے کو واقف ہونے کا ذریعہ احساس و جذبہ ہے جس سے ہر دل کو علاقہ ہے۔

جس دل میں یہ حس نہ ہو وہ دل مردہ ہے۔ اور حیوانِ مطلق سے بدتر۔ حیوانِ مطلق کا قلب
بھی ایسے آثار و جذبات سے متاثر ہوتا ہے۔

دو ماہ ہوئے کا واقعہ ہے کہ میرے گھر میں ایک بکری اور ایک ہرنی تھی اور دونو
ایک مقام پر باندھے جاتے تھے ہرنی دفعتاً بیمار ہوئی اور مر گئی۔ لیکن بکری کی یہ حالت
ہوئی کہ دو روز تک چارہ پانی کی طرف رغبت نہ کی اور چلاتی رہی۔ میرا معصوم بچہ آٹھ روز
تک سوگوار رہا بکری کی یہ ہمدردی قابلِ تعریف و تقلید ہو سکتی ہے انسان اگر ذرا بھی
متاثر نہ ہو تو وہ اشرف المخلوقات کی تعریف میں کیسے آسکتا ہے۔ یہ دلی ہمدردی
ہی ہے جس سے انسان کو کچھ تعلق ہے ورنہ اطاعت خالقِ بے نیاز کے لئے کچھ کمی نہ تھی
جو شخص حالت [illegible] و جاہ میں عزیزوں کا پرسان اور مریضوں سے دلی ہمدردی کرنے کا
عادی ہو جناب اُسی کا جینا اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اگرچہ انسان میں دولتمندی اور حکومت سے
خود نمائی و غرور کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور ہر دولتمند اپنے کو دوسروں کے مقابلہ میں سربلند
سمجھتا ہے اور عالم میں نخوت پیدا ہوتی ہے لیکن ایسے لوگ حقیقی معنوں میں انسان نہیں کہلائے
جا سکتے۔ انسان وہی ہے کہ خدا کی توحید و عظمت کو دنیا میں پھیلائے اور اخلاقِ حسنہ
کی تعلیم کے لئے ہر وقت آمادہ رہے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ متاعِ دنیوی عارضی
ہے اور جو چیز عارضی ہے وہ جلد فنا ہونے والی ہے۔ ہر شخص اپنے کردار کو آپ خوب
جانتا ہے ممکن ہے کہ وہ ہدایات پر اپنے افعال سے توبہ کرے اور راہِ راست پر آجائے
ہر شخص کو ایصالِ نفع و رفعِ ضرر کی طرف مائل رہنا چاہیئے کہ یہ نیک کام ہے امورِ کار ہائے نیک و

خدا بہت پسند فرماتا ہے اور منجانب اللہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کی تعلیم ہوئی ہے۔
اللہ تعالےٰ باوجود قدرت انتقام کے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے۔ پس بندوں میں
بھی یہ صفت ہونی چاہیئے۔ جب انسان اپنے ابنائے جنس کے خطیات سے درگذر
کرتا ہے تو خدا بھی اس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ ہر موافق و مخالف سے
عدل و انصاف کا برتاؤ استرضائے آلٰہی کی دلیل ہے۔ انصاف فیصلوں کی زندگی
اور سچائی کلام کی روح ہے اور بہترین شہادت بلکہ شہادت کی جان ہے۔ خدا کی خدائی
انصاف پر چل رہی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ بے انصافی کی بنیاد پر کسی قسم کی ترقی کی عمارت
قائم ہو سکے۔ خدائے تعالےٰ دوستداران اسلام کو حق بینی اور حق جوئی کی توفیق اور
حق و باطل کی تمیز عطا فرمائے۔

انسان کو زبردست حکومتوں میں اپنی زندگی کاٹنی پڑتی ہے ایک تو نفس کی حکومت
ہے۔ دوسرے عقل کی۔ حکومت نفس دنیوی لذات اور شہوات طبعی کی طرف کھینچتی ہے
عقل کی حکومت اطاعت خدا کی رہنمائی کرتی ہے۔ اس مشکل کے وقت ہی سنبھل کر سیدھے
راستہ پر چلنا اچھے لوگوں کا کام ہے۔ مگر یہ امر سہل نہیں ہے۔

انسان اگر دنیا میں اچھے کام نہ کرے۔ دنیوی لذات میں مبتلا رہے تو ایسی دنیا
وبال جان ہے۔ خواہشاتِ نفس کی تکمیل میں بلا امتیاز خیر و شر منہمک رہنا درحقیقت
بازیچۂ طفلاں ہے۔ جب حیات کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو حسرت و ندامت کے سوائے
کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جو لوگ کہ احکام آلٰہی کی پابندی اور ابنائے جنس کی ہمدردی کرتے ہیں

اور اخلاق محمدی کے پیرو ہیں ان کی دنیا بھی اچھی اور آخرت بھی اچھی۔ دنیا کے لذتوں کی
بے ثباتی اور آخرت کی نعمتوں کا بقا انسان کو اچھے کام کی طرف رغبت دلاتی ہے اور
یہی تہذیب نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ تمام چیزیں خدا کے فضل پر منحصر ہیں۔ خدا
جسے چاہتا ہے راہ راست دکھاتا ہے اور اس کے سینے کو قبول اسلام سے کھول دیتا ہے
اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے۔ انسان میں دو قوتیں ودیعت
ہیں ایک نظری دوسری عملی۔ قوت نظری کی تکمیل ایمان سے ہوتی ہے اور قوت عملی کی تکمیل
نیک اعمال سے۔ جو لوگ ایمان بھی لائے اور نیک عمل بھی کئے گویا انہوں نے سعادت کا پورا
سامان جمع کر لیا۔ ایسے ہی لوگ ہدایت سے مستفید ہوتے ہیں۔ دنیا مقام خوف و حزن ہے
جو چیز جس کام کے لئے بنائی گئی ہے وہ اپنا ظہور چاہتی ہے۔

شرافت انسانی کا معیار دولت ہے نہ خزانہ بلکہ وہ قابلیت ہے جو مبدء فیاض
نے انسانی دل و دماغ میں ودیعت کی ہے کہ اس سے بہترین کام لیکر انسان اپنے
ہم چشموں میں شریف و برگزیدہ قرار پا سکتا ہے انسان اشرف المخلوقات ہے خدائے تعالیٰ
نے انسان میں ایسی ایسی قوتیں عطا فرمائی ہیں کہ اگر ان قوتوں کو کام میں لائے تو انسان
عجائب و غرائب کا موجد کہلائیگا۔

راقم اپنی ایک ایسی سرگذشت کو حوالہ قلم کرتا ہے جس کو مضامین بالا سے معنوی
تعلق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے جگر بند مرزا محمد مہدی علی اعلی اللہ مقامہ سررشتہ
کروڑگیری میں خدمت انسپکٹری پر ملازم اور دھرم آباد پر متعین تھے وہاں سے بلا وجہ

اغراض کی پیش رفت میں یا تو ریل دے لئے جہاں کی آب و ہوا موافق نہیں
ہوئی۔ بخار۔ یرقان و استسقا میں مبتلا ہوئے۔ جب مرض میں شدت ہوئی تو
انہوں نے سرٹیفکٹ میڈیکل افسر کے ذریعہ سے مہتمم صاحب متعلقہ کی خدمت میں
درخواستیں اور ٹیلیگرام بھیجے مگر نیک نفس مہتمم نے رخصت نہ دی۔ شاید وہ بیماری اور
موت سے مستثنے ہیں۔ بالآخر جناب مولوی محمد عزیز الدین صاحب ناظم کروڑگیری کی
بارگاہ میں ٹیلیگرام کے ذریعہ سے استفادہ رخصت کی اجازت چاہی اور یہ ظاہر
کیا گیا کہ مہتمم صاحب پرسان حال نہیں ہوتے اس پر سائل کو جواب ملا کہ مہتمم صاحب
کے پاس درخواست دو۔ جوان لڑکے کی علالت اور خطرناک حالت جیسی تشویشناک
ہوتی ہے حاجت عرض نہیں۔ راقم نے خود دفتر کروڑگیری میں جاکر اور مددگار صاحب
متعلقہ سے ذکر واقعات کا اظہار کیا۔ اور وہ اصل خط جو بیمار کے پاس سے دوسرے کا
قلمی تھا بتلایا وہ بندۂ خدا نیک نفس متاثر ہوئے اور رحم فرما کے مہتمم صاحب
کے نام مسودہ اجازت استفادہ لکھ کے جناب ناظم صاحب کی دستخط کے لئے
خود ہی لے گئے۔ ایک بجنے کو پندرہ منٹ کم تھے کہ جناب ناظم صاحب بہادر کی موٹر
ہوا سے باتیں کرنے لگی اور وہ اپنے بنگلہ کو تشریف لے گئے! میرا دل بے چین
ہو گیا۔ بے حد پریشانی طاری ہو گئی کہ ٹیلیفون دوں یا بنگلہ کو چلا جاؤں لیکن
معلوم ہوا کہ ٹیلیفون دینے سے غضبناک ہوتے ہیں۔ اور بنگلہ پر تو کسی سے ملتے ہی
نہیں۔ مایوس واپس آیا۔ دوسرے دن پھر گیا تو مددگار صاحب متعلقہ

تہذیب ظاہری و باطنی کا ظہور۔ حاکم پر عدل کرنا واجب ہے۔ حکام میں تین صفات کا ہونا ضروری ہے۔ خوف خدا۔ نفسانی خواہشوں سے مبترا رہنا۔ لوم لائم کی پروا نہ کرنا۔ سرور عالم صلعم کا ارشاد ہے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ خیر خواہی کسکی اللہ کی۔ اللہ کے رسول کی۔ مسلمانوں کے ائمہ کی۔ عامتہ المسلمین کی۔ حدیث شریف حضرت علی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے مروی ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ سلام کرنا۔ جواب دینا۔ چھینکنے پر یرحمک اللہ کہنا۔ حالت مرض میں عیادت کو جانا۔ مرجائے تو جنازہ میں شامل ہونا۔ ہر ایک کے لئے وہی بات پسند کرنا جو اپنے لئے محبوب رکھتا ہے۔ یہ بھی حدیث شریف حضرت انس سے مروی ہے کہ جس کسی مسلمان کی مصیبت کی اطلاع پہنچے اور اس کی مدد کی طاقت بھی رکھتا ہو لیکن مدد نہ کرے تو خدائے تعالےٰ خود اسکو اس مصیبت میں دنیا و آخرت میں مبتلا کریگا۔

وہ خدا جو سچ کو دوست رکھتا ہے اور راست بازوں کا ہمیشہ حامی ہے۔ ہر شئے کو دیکھتا۔ سنتا۔ جانتا ہے۔ جس رحمت کا دروازہ خدا اپنے بندوں پر کھول دے اسے کوئی بند نہیں کرسکتا۔ اور اگر وہ بند کردے تو کوئی نہیں جو اسے کھول سکے وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اور اس کے تمام حکمت سے خالی نہیں۔

میرزا محمد اکرام علی صفوی
معتمد اسٹیٹ پیشکاری